ALLAMA IQBAL OPEN UNIVERSITY

USMAN NOTES
www.usmannotes.com

Name:

Registration No.:

Course Code: 416

Program: B.A. / Associate Degree

Semester: Autumn 2026

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

کورس: اسلامیات (416) • سطح: بی۔اے۔ / ایسوسی ایٹ ڈگری

سمسٹر: خزاں 2026

امتحانی مشق نمبر 1 (یونٹ 1 تا 4)

کل نمبر: 100 • کامیابی کے نمبر (بی۔اے۔): 50 • کامیابی کے نمبر (اے۔ڈی۔): 50

حل شدہ اسائنمنٹ گائیڈ

(مطالعہ و حوالہ کے لیے)

نوٹ: یہ گائیڈ صرف مطالعہ اور حوالے کے مقصد کے لیے تیار کی گئی ہے۔ طلبہ کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ کورس کی کتاب کے متعلقہ یونٹس کا مطالعہ کریں، مفاہیم کو اچھی طرح سمجھیں اور اسائنمنٹ اپنے الفاظ میں لکھیں۔

USMAN NOTES www.usmannotes.com

سوال نمبر 1: سورۃ الحجرات اور سورۃ الفرقان (آیت 61 تا 77) کے مضامین، ترجمہ اور مشکل الفاظ (20 نمبر)

سوال نمبر 1: سورۃ الحجرات اور سورۃ الفرقان (آیت 61 تا 77) کے مضامین پر روشنی ڈالیں نیز دونوں سورتوں کا ترجمہ اور مشکل الفاظ کے معانی لکھیں۔ (20)

تعارف

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا وہ آخری اور جامع کلام ہے جس میں انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ہر پہلو کے لیے رہنمائی موجود ہے۔ بعض سورتیں عقائد اور ایمانیات کو موضوع بناتی ہیں، بعض عبادات اور احکام پر روشنی ڈالتی ہیں اور بعض سورتیں معاشرتی آداب، اخلاق اور سماجی زندگی کے اصول بیان کرتی ہیں۔ اس سوال میں دو اہم سورتوں کا مطالعہ مطلوب ہے: سورۃ الحجرات، جو قرآن مجید کا انچاسواں (49) سورہ اور مدنی سورت ہے، اور سورۃ الفرقان، جو پچیسواں (25) سورہ اور مکی سورت ہے۔ سورۃ الحجرات کو مفسرین نے معاشرتی آداب و اخلاق کا جامع دستور قرار دیا ہے، کیونکہ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب سے لے کر باہمی تعلقات، افواہوں سے بچاؤ، غیبت و تمسخر

کی ممانعت اور انسانی مساوات تک کے بنیادی اصول بیان ہوئے ہیں۔ دوسری طرف سورۃ الفرقان کے آخری حصے (آیت 61 تا 77) میں اللہ تعالیٰ نے کائنات میں اپنی قدرت کی نشانیاں بیان کرنے کے بعد اپنے نیک بندوں یعنی عباد الرحمن کی صفات کا حسین نقشہ پیش کیا ہے۔ دونوں سورتوں کا مشترکہ پیغام یہ ہے کہ ایمان محض زبانی دعویٰ نہیں بلکہ کردار، اخلاق اور طرزِ زندگی میں نظر آنا چاہیے۔ ذیل میں پہلے دونوں سورتوں کے مضامین، پھر ان کا ترجمہ اور آخر میں مشکل الفاظ کے معانی پیش کیے جاتے ہیں۔

سورۃ الحجرات کا تعارف اور مرکزی مضامین

سورۃ الحجرات مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اور اس میں کل اٹھارہ آیات ہیں۔ اس کا نام پہلی آیات میں مذکور لفظ الحجرات سے لیا گیا ہے، جس سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ حجرے ہیں جن میں ازواجِ مطہرات رہائش پذیر تھیں۔ اس سورت کا مرکزی موضوع مسلم معاشرے کی اخلاقی و سماجی تربیت ہے۔ سورت کا آغاز اس اصول سے ہوتا ہے کہ مومن اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں سے آگے نہ بڑھے، یعنی اپنی رائے اور خواہش کو شریعت پر مقدم نہ کرے۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب و احترام کی تعلیم دی گئی کہ آپ کے سامنے آواز بلند نہ کی جائے اور آپ کو اس طرح نہ پکارا جائے جیسے عام لوگ ایک دوسرے کو پکارتے ہیں۔

اس کے بعد سورت ایک نہایت اہم سماجی اصول دیتی ہے کہ اگر کوئی فاسق یا غیر معتبر شخص کوئی خبر لائے تو اس کی تحقیق کر لی جائے، تاکہ نادانی میں کسی قوم کو نقصان نہ پہنچے اور بعد میں پچھتانا نہ پڑے۔ پھر مومنوں کے درمیان جھگڑے کی صورت میں صلح کرانے کا حکم دیا گیا اور تمام مومنوں کو آپس میں بھائی قرار دیا گیا۔ اگلی آیات میں ان سماجی برائیوں کی ممانعت آئی ہے جو معاشرے کو تباہ کرتی ہیں: کسی قوم کا مذاق اڑانا، ایک دوسرے پر طعنہ زنی کرنا، برے القاب سے پکارنا، بدگمانی، ٹوہ ٹوہ کر عیب تلاش کرنا (تجسس) اور غیبت کرنا، جسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ سورت کے وسط میں انسانی مساوات کا عالمی اصول بیان ہوا کہ تمام انسان ایک مرد و عورت سے پیدا ہوئے، قبیلے اور برادریاں صرف پہچان کے لیے ہیں اور اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ آخر میں اسلام اور ایمان کا فرق واضح کیا گیا کہ زبانی دعوے کے بجائے حقیقی ایمان دل کی تصدیق، اللہ و رسول کی اطاعت اور مال و جان سے جہاد (کوشش) کا نام ہے، اور ایمان قبول کر کے اللہ و رسول پر احسان جتانا درست نہیں، بلکہ یہ اللہ کا احسان ہے کہ اس نے ہدایت دی۔

سورۃ الحجرات کا ترجمہ (آیت بہ آیت خلاصہ)

آیت 1 تا 3: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ سننے والا، جاننے والا ہے۔ اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اور ان سے اس طرح زور سے بات نہ کرو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے سے زور سے بات کرتے ہو، کہیں تمہارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ بے شک جو لوگ رسول اللہ کے سامنے اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لیے پرکھ لیا ہے، ان کے لیے مغفرت اور بڑا اجر ہے۔ آیت 4 تا 5: بے شک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر بے عقل ہیں، اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ خود ان کی طرف نکل آتے تو یہ ان کے لیے بہتر ہوتا، اور اللہ بخشنے والا، مہربان ہے۔ آیت 6: اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو خوب تحقیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم نادانی میں کسی قوم کو نقصان پہنچا دو اور پھر اپنے کیے پر پچھتاؤ۔ آیت 7 تا 8: اور جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول موجود ہیں؛ اگر وہ بہت سی باتوں میں تمہاری بات مان لیں تو تم مشقت میں پڑ جاؤ، لیکن اللہ نے ایمان کو تمہارے لیے محبوب بنا دیا اور اسے تمہارے دلوں میں مزین کر دیا اور کفر، فسق اور نافرمانی کو تمہارے لیے ناپسندیدہ بنا دیا؛ یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ یہ اللہ کی طرف سے فضل اور نعمت ہے، اور اللہ جاننے والا، حکمت والا ہے۔

آیت 9 تا 10: اور اگر مومنوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرا دو؛ پھر اگر ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے تو اس گروہ سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے، پھر اگر لوٹ آئے تو ان کے درمیان انصاف کے ساتھ صلح کرا دو اور عدل کرو، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ بے شک تمام مومن بھائی بھائی ہیں، پس اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرا دیا کرو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ آیت 11: اے ایمان والو! نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں، ہو سکتا ہے وہ ان سے بہتر ہوں، اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا، ہو سکتا ہے وہ ان سے بہتر ہوں؛ اور ایک دوسرے کو طعنہ نہ دو اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے پکارو؛ ایمان کے بعد فسق کا نام بہت برا ہے، اور جو توبہ نہ کریں وہی ظالم ہیں۔ آیت 12: اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو، بے شک بعض گمان گناہ ہوتے ہیں؛ اور نہ ٹوہ لگاؤ اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے؛ کیا تم میں سے کوئی پسند کرے گا کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ تم اس سے نفرت کرو گے؛ اور اللہ

سے ڈرو، بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا، مہربان ہے۔ آیت 13: اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں اس لیے بنایا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو؛ بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ باعزت وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیز گار ہے؛ بے شک اللہ جاننے والا، باخبر ہے۔

آیت 14 تا 16: دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے؛ کہہ دیجیے کہ تم ایمان نہیں لائے، بلکہ یوں کہو کہ ہم فرمانبردار ہو گئے، اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا؛ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو گے تو وہ تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی کم نہیں کرے گا، بے شک اللہ بخشنے والا، مہربان ہے۔ مومن تو بس وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے، پھر شک نہ کیا اور اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا؛ یہی لوگ سچے ہیں۔ کہہ دیجیے: کیا تم اللہ کو اپنی دینی خبریں دیتے ہو؟ حالانکہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ آیت 17 تا 18: آپ پر احسان جتاتے ہیں کہ وہ مسلمان ہو گئے؛ کہہ دیجیے کہ اپنے اسلام کا مجھ پر احسان نہ جتاؤ، بلکہ اللہ تم پر احسان جتاتا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت دی، اگر تم سچے ہو۔ بے شک اللہ آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتیں جانتا ہے، اور اللہ خوب دیکھنے والا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

جدول 1: سورۃ الحجرات کے مشکل الفاظ کے معانی

معنی	لفظ	معنی	لفظ
آگے نہ بڑھو، تقدم نہ کرو	لَا تُقَدِّمُوا	حجرے، کمرے (ازواجِ مطہرات کے مکانات)	الْحُجُرَات
کہ ضائع / برباد ہو جائیں	أَنْ تَحْبَطَ	آواز بلند نہ کرو	لَا تَجْهَرُوا
تحقیق کر لو، خوب چھان بین کرو	فَتَبَيَّنُوا	نافرمان، غیر معتبر شخص	فَاسِق
زیادتی / سرکشی کرے	تَبْغِي	گروہ، جماعت	فِئَة
طعنہ نہ دو، عیب نہ نکالو	لَا تَلْمِزُوا	مذاق نہ اڑائے	لَا يَسْخَرْ
بچو، پرہیز کرو	اجْتَنِبُوا	برے القاب سے نہ پکارو	لَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَاب
ٹوہ نہ لگاؤ، عیب نہ تلاش کرو	لَا تَجَسَّسُوا	گمان، بدگمانی	الظَّن
قومیں اور قبیلے / برادریاں	شُعُوبًا وَقَبَائِل	غیبت نہ کرے (پیٹھ پیچھے برائی)	لَا يَغْتَب
کم نہیں کرے گا، گھٹائے گا نہیں	لَا يَلِتْكُم	سب سے زیادہ پرہیز گار	أَتْقَى

سورۃ الفرقان (آیت 61 تا 77) کے مضامین

سورۃ الفرقان مکی سورت ہے اور اس کے آخری رکوع میں پہلے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں بیان ہوئی ہیں۔ آیت 61 میں فرمایا گیا کہ بڑی برکت والا ہے وہ جس نے آسمان میں برج بنائے اور اس میں روشن چراغ (سورج) اور چمکتا چاند رکھا۔ آیت 62 میں رات اور دن کے یکے بعد دیگرے آنے کو شکر اور نصیحت حاصل کرنے والوں کے لیے نشانی قرار دیا گیا۔ اس کے بعد آیت 63 سے عباد الرحمن یعنی رحمن کے خاص بندوں کی صفات شروع ہوتی ہیں، جو اس حصے کا اصل موضوع ہیں۔ ان کی پہلی صفت یہ ہے کہ وہ زمین پر نرمی اور وقار سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے (ناپسندیدہ) بات کرتے ہیں تو وہ سلامتی کی بات کہہ کر گزر جاتے ہیں۔ وہ راتیں اپنے رب کے حضور سجدے اور قیام میں گزارتے ہیں اور جہنم کے عذاب سے پناہ مانگتے ہیں، کیونکہ اس کا عذاب چمٹ جانے والا اور برا ٹھکانا ہے۔

آگے ان کی معاشی و اخلاقی روش بیان ہوئی ہے: وہ خرچ کرنے میں نہ اسراف کرتے ہیں نہ بخل، بلکہ درمیانی راستہ اختیار کرتے ہیں۔ وہ اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہیں پکارتے، کسی جان کو ناحق قتل نہیں کرتے اور زنا کے قریب نہیں جاتے؛ ان بڑے گناہوں پر سخت وعید ہے، البتہ توبہ، ایمان اور عمل صالح کا دروازہ کھلا ہے اور اللہ ایسے لوگوں کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔ عباد الرحمن جھوٹی گواہی / باطل مجالس میں شرکت نہیں کرتے، بے ہودہ باتوں کے پاس سے عزت کے ساتھ گزر جاتے ہیں اور اپنے رب کی آیات سن کر اندھے بہرے بن کر نہیں گرتے بلکہ غور و فکر کرتے ہیں۔ وہ اپنے اہل و عیال کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک اور پرہیز گاروں کی امامت کی دعا کرتے ہیں۔ ان کے صبر کے بدلے انہیں جنت کے بلند مقامات (غرفہ) ملیں گے جہاں دعا و سلام سے ان کا استقبال ہو گا اور وہ ہمیشہ رہیں گے۔ سورت کا اختتام اس اعلان پر ہوتا ہے کہ اگر تمہاری دعا و عبادت نہ ہو تو میرے رب کو تمہاری کوئی پروا نہیں؛ انکار کرنے والوں کے لیے عذاب لازم ہو کر رہے گا۔

سورۃ الفرقان (آیت 61 تا 77) کا ترجمہ

آیت 61: بڑی برکت والا ہے وہ (اللہ) جس نے آسمان میں برج بنائے اور اس میں ایک روشن چراغ (سورج) اور ایک چمکتا چاند رکھا۔ آیت 62: اور وہی ہے جس نے رات اور دن کو یکے بعد دیگرے آنے والا بنایا، اس شخص کے لیے جو نصیحت حاصل کرنا چاہے یا شکر گزار بننا چاہے۔ آیت 63: اور رحمن کے (خاص) بندے وہ ہیں جو زمین پر نرمی اور عاجزی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ سلامتی کی بات کہتے ہیں۔ آیت 64: اور جو راتیں اپنے رب کے حضور سجدہ کرتے اور قیام کرتے

ہوئے گزارتے ہیں۔ آیت 65: اور جو کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ہم سے جہنم کا عذاب دور رکھ، بے شک اس کا عذاب چمٹ جانے والا ہے۔ آیت 66: بے شک وہ بہت برا ٹھکانا اور بہت بری قیام گاہ ہے۔ آیت 67: اور جو جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگی (بخل) کرتے ہیں، اور ان کا خرچ اس کے درمیان معتدل ہوتا ہے۔ آیت 68: اور جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور اس جان کو قتل نہیں کرتے جسے اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ، اور نہ زنا کرتے ہیں؛ اور جو کوئی یہ کام کرے گا وہ گناہ کی سزا پائے گا۔

آیت 69: قیامت کے دن اس کے لیے عذاب دگنا کر دیا جائے گا اور وہ اس میں ذلیل ہو کر ہمیشہ رہے گا۔ آیت 70: مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کیے، تو یہ وہ لوگ ہیں جن کی برائیوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دے گا، اور اللہ بخشنے والا، مہربان ہے۔ آیت 71: اور جو توبہ کرے اور نیک عمل کرے تو بے شک وہ اللہ کی طرف اس طرح لوٹتا ہے جیسا لوٹنے کا حق ہے۔ آیت 72: اور جو جھوٹ (باطل) کی گواہی / مجلس میں شریک نہیں ہوتے اور جب بے ہودہ بات کے پاس سے گزرتے ہیں تو عزت و وقار کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔ آیت 73: اور جب انہیں ان کے رب کی آیات کے ذریعے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ ان پر اندھے اور بہرے بن کر نہیں گر پڑتے۔ آیت 74: اور جو کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام (پیشوا) بنا۔ آیت 75: یہی لوگ ہیں جنہیں ان کے صبر کے بدلے (جنت کے) بلند بالا خانے دیے جائیں گے اور وہاں دعا اور سلام کے ساتھ ان کا استقبال کیا جائے گا۔ آیت 76: وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے؛ وہ کیا ہی اچھا ٹھکانا اور قیام گاہ ہے۔ آیت 77: کہہ دیجیے: اگر تمہاری دعا (عبادت) نہ ہو تو میرے رب کو تمہاری کوئی پروا نہیں؛ تم نے جھٹلایا ہے تو عنقریب (عذاب) لازم ہو کر رہے گا۔

جدول 2: سورۃ الفرقان (آیت 61 تا 77) کے مشکل الفاظ کے معانی

معنی	لفظ	معنی	لفظ
روشن چراغ (سورج)	سِرَاجاً	برج، ستاروں کی منزلیں	بُرُوجاً
یکے بعد دیگرے آنے والا	خِلْفَةً	چمکتا ہوا، روشنی دینے والا	مُنِيراً
سجدہ کرتے اور کھڑے ہوتے ہوئے	سُجَّداً وَقِيَاماً	نرمی، عاجزی اور وقار سے	هَوْناً
برا ٹھکانا و قیام گاہ	سَاءَتْ مُسْتَقَرّاً	چمٹ جانے والا، لازم ہو جانے والا	غَرَاماً
تنگی کریں، بخل کریں	يَقْتُرُوا	فضول خرچی / اسراف کریں	يُسْرِفُوا
گناہ کی سزا / وبال	أَثَاماً	معتدل، درمیانی راہ	قَوَاماً

بے ہودہ، فضول بات	اللَّغْو	جھوٹ، باطل (مجلس / گواہی)	الزُّور
آنکھوں کی ٹھنڈک	قُرَّةَ أَعْيُن	بہرے اور اندھے (بن کر)	صُمًّا وَعُمْيَانًا
لازم ہو جانے والا (عذاب)	لِزَاماً	بلند مقام / بالاخانہ (جنت میں)	الْغُرْفَة

حاصلِ کلام

خلاصہ یہ ہے کہ سورۃ الحجرات مسلمان کو معاشرے کا مہذب، پاکیزہ اور بھائی چارے کا پیکر بناتی ہے: وہ اپنے نبی کا ادب کرتا ہے، خبر کی تحقیق کرتا ہے، غیبت و تمسخر سے بچتا ہے اور انسان کو اس کے تقویٰ کی بنیاد پر عزت دیتا ہے۔ سورۃ الفرقان کے آخری آیات اسی تربیت کی روحانی اور اخلاقی تکمیل کرتی ہیں: قدرت کی نشانیوں پر غور، عبادت میں خشوع، خرچ میں اعتدال، کبیرہ گناہوں سے اجتناب، توبہ کا شوق اور اہلِ خانہ کے لیے دعا۔ طالب علم کے لیے دونوں سورتوں کا سبق یہ ہے کہ امتحانی کامیابی کے ساتھ ساتھ ان آیات کو اپنی عملی زندگی کا دستور بنایا جائے، کیونکہ یہی عباد الرحمن اور سچے مومنوں کی پہچان ہے۔

سوال نمبر 2: فضائلِ قرآن کی احادیث، حدیث و سنت کی ضرورت و اہمیت اور انبیاء کی اطاعت (20 نمبر)

سوال نمبر 2: فضائل قرآن کے حوالے سے مذکورہ احادیث لکھیں۔ نیز حدیث اور سنت کی ضرورت و اہمیت واضح کریں اور انبیاء علیہم السلام کی اطاعت پر نوٹ لکھیں۔ (20)

تعارف

اسلام کی بنیاد دو عظیم سرچشموں پر قائم ہے: قرآن مجید اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ قرآن اللہ کا کلام اور بنیادی قانون ہے، جبکہ حدیث و سنت اس قانون کی عملی تشریح اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کا آئینہ ہے۔ جو شخص قرآن سے محبت کرتا ہے، اسے پڑھتا، سمجھتا اور اس پر عمل کرتا ہے، اس کے لیے دنیا و آخرت میں بے شمار فضائل بیان ہوئے ہیں۔ اس سوال کے تین حصے ہیں: پہلے فضائلِ قرآن کے حوالے سے چند مشہور احادیث پیش کی جائیں گی، پھر حدیث و سنت کی ضرورت و اہمیت واضح کی جائے گی اور آخر میں انبیاء کرام علیہم السلام کی اطاعت پر نوٹ لکھا جائے گا، کیونکہ رسول کی اطاعت درحقیقت اللہ کی اطاعت ہے۔

فضائلِ قرآن کے حوالے سے احادیث

پہلی حدیث: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔" (صحیح بخاری) یہ حدیث بتاتی ہے کہ قرآن کی تعلیم و تعلم سب سے افضل مشغلہ ہے، کیونکہ اس سے انسان خود بھی ہدایت پاتا ہے اور دوسروں کے لیے بھی ذریعہ ہدایت بنتا ہے۔ دوسری حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قرآن کا ماہر (خوب روانی سے پڑھنے والا) معزز و فرمانبردار فرشتوں کے ساتھ ہو گا، اور جو شخص قرآن پڑھتا ہے اور اس میں اٹکتا ہے اور اس پر پڑھنا مشقت ہے، اس کے لیے دو اجر ہیں۔" (متفق علیہ) یعنی مہارت پر بھی اجر ہے اور محنت و کوشش پر بھی دوہرا اجر ملتا ہے، اس لیے کوئی مسلمان اپنے آپ کو قرآن سے محروم نہ سمجھے۔

تیسری حدیث: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس مومن کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے، ترنج (سنگترے) کی سی ہے، جس کا مزہ بھی اچھا اور خوشبو بھی اچھی؛ اور جو مومن قرآن نہیں پڑھتا اس کی مثال کھجور کی سی ہے، جس کا مزہ اچھا ہے مگر خوشبو نہیں؛ اور اس منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے، ریحان (خوشبودار پودے) کی سی ہے، جس کی خوشبو اچھی ہے مگر مزہ کڑوا؛ اور جو منافق قرآن نہیں پڑھتا اس کی مثال اندرائن (کڑوے پھل) کی سی ہے، جس کا نہ مزہ اچھا نہ خوشبو۔" (متفق علیہ) چوتھی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قرآن پڑھا کرو، اس لیے کہ یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لیے سفارشی بن کر آئے گا۔" (صحیح مسلم) پانچویں حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قیامت کے دن صاحبِ قرآن سے کہا جائے گا: "پڑھتا جا اور (درجات پر) چڑھتا جا اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسے دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا تھا، کیونکہ تیرا مقام وہیں ہے جہاں تو آخری آیت پڑھے گا۔" (ابو داؤد، ترمذی)

چھٹی حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے اللہ کی کتاب کا ایک حرف پڑھا، اس کے لیے ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا بدلہ دس نیکیاں ہیں؛ میں نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔" (ترمذی) ساتویں حدیث: حضرت معاذ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا، قیامت کے دن اس کے والدین کو ایسا

تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج کی روشنی سے بہتر ہو گی۔" (ابو داؤد) آٹھویں حدیث: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قرآن پڑھا کرو، کیونکہ قیامت کے دن یہ اپنے والوں کے لیے سفارش کرنے والا بن کر آئے گا؛ اور دو روشن سورتیں، البقرہ اور آل عمران، پڑھا کرو، یہ قیامت کے دن دو بادلوں یا دو سایہ دار چھاؤں کی صورت میں آئیں گی اور اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے جھگڑا (شفاعت) کریں گی۔" (صحیح مسلم) اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ جس شخص کے سینے میں قرآن کا کچھ حصہ بھی نہیں، وہ ویران گھر کی مانند ہے (ترمذی)۔ ان احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ تلاوت، حفظ، فہم اور عملِ قرآن دنیا کی عزت، قلب کا سکون اور آخرت کی کامیابی کا ذریعہ ہے۔

حدیث اور سنت کی ضرورت و اہمیت

حدیث سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور تقریرات (کسی عمل پر خاموش رضامندی) کا مجموعہ ہے، جبکہ سنت آپ کے طریقے اور عملی نمونے کو کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید اصول و کلیات بیان کرتا ہے، مگر بہت سے احکام کی تفصیل اور عملی صورت سنت ہی بتاتی ہے۔ مثال کے طور پر قرآن نے نماز قائم کرنے کا حکم دیا، لیکن نمازوں کی تعداد، رکعات، اوقات کا عملی طریقہ، رکوع و سجود کی کیفیت اور اذان کا نظام سنت ہی سے معلوم ہوا۔ زکاۃ کا حکم قرآن میں ہے مگر نصاب، شرح اور مصارف کی تفصیل حدیث میں ہے۔ حج کا حکم قرآن میں ہے مگر مناسک کا عملی نمونہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج سے ملا اور آپ نے فرمایا کہ مجھ سے اپنے مناسک سیکھ لو۔ اسی طرح خرید و فروخت، نکاح و طلاق، میراث اور معاشرتی معاملات کے بے شمار جزوی احکام سنت سے ثابت ہیں۔

قرآن خود سنت کی حجیت بیان کرتا ہے۔ ارشاد ہے: "جو کچھ رسول تمہیں دے وہ لے لو اور جس سے منع کرے اس سے رک جاؤ۔" (الحشر: 7) ایک اور مقام پر فرمایا: "اور ہم نے آپ کی طرف ذکر (قرآن) نازل کیا تاکہ آپ لوگوں کے لیے وہ چیز کھول کر بیان کر دیں جو ان کی طرف نازل کی گئی ہے۔" (النحل: 44) یہ آیت بتاتی ہے کہ قرآن کی تبیین و تشریح رسول کا فریضہ تھا اور وہ تشریح سنت ہی ہے۔ اگر سنت کو چھوڑ دیا جائے تو نماز، روزہ، زکاۃ اور حج جیسے بنیادی ارکان کی عملی صورت ہی متعین نہیں رہ سکتی اور ہر شخص قرآن کی اپنی من مانی تفسیر کرنے لگے گا، جس سے امت میں انتشار پیدا ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ محدثین نے احادیث کی حفاظت کے لیے اسناد، جرح و تعدیل اور رجال

کے عظیم علوم مرتب کیے، تاکہ سنت محفوظ رہے۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، جب تک تم انہیں مضبوطی سے تھامے رہو گے ہر گز گمراہ نہ ہو گے: اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت۔" (موطا امام مالک) اس سے سنت کی اہمیت پوری طرح واضح ہو جاتی ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی اطاعت پر نوٹ

انبیاء کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ہیں جنہیں انسانوں کی ہدایت کے لیے بھیجا گیا۔ ان کی اطاعت درحقیقت اللہ کی اطاعت ہے، کیونکہ وہ اللہ ہی کا پیغام پہنچاتے ہیں اور اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: "اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔" (النساء: 64) نیز فرمایا: "جس نے رسول کی اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی۔" (النساء: 80) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں خصوصی طور پر فرمایا: "کہہ دیجیے: اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔" (آل عمران: 31) اور فرمایا: "تمہارے لیے رسول اللہ کی ذات میں بہترین نمونہ ہے۔" (الاحزاب: 21) اس لیے ماضی کے انبیاء پر ایمان لانا اور ان کی تعلیمات کی قدر کرنا ایمان کا جزء ہے اور آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہر مسلمان پر لازم ہے، کیونکہ نبوت آپ پر ختم ہو گئی اور اب ہدایت کا واحد راستہ آپ کی سنت ہے۔

انبیاء کی اطاعت کے عملی تقاضے یہ ہیں: ان کے لائے ہوئے پیغام کو سچا ماننا، ان کے احکام کی بلا چون و چرا پیروی کرنا، ان سے سب سے بڑھ کر محبت کرنا، ان کی سنت کو زندگی کے ہر شعبے میں رہنما بنانا اور ان کی نافرمانی سے بچنا۔ قرآن نے بار بار خبردار کیا ہے کہ جن قوموں نے اپنے انبیاء کی نافرمانی کی وہ تباہ ہو گئیں، جبکہ اطاعت گزاروں کو دنیا کی کامیابی اور آخرت کی نجات نصیب ہوئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری تمام امت جنت میں جائے گی سوائے اس کے جس نے انکار کیا؛ صحابہ نے عرض کیا: انکار کون کرتا ہے؟ فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں جائے گا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔" (بخاری) اس لیے اطاعتِ رسول ہی نجات کا راستہ ہے۔

حاصلِ کلام

خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید کا سیکھنا سکھانا، اس کی تلاوت اور اس پر عمل دنیا و آخرت کی سب سے بڑی سعادت ہے، جس کے فضائل متعدد صحیح احادیث میں بیان ہوئے ہیں۔ اس قرآن کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے لیے حدیث و سنت ناگزیر ہے، کیونکہ سنت قرآن کی عملی تشریح ہے۔ اور انبیاء کرام، خصوصاً خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم، کی اطاعت اللہ کی اطاعت اور کامیابی کی ضمانت ہے۔ طالب علم کو چاہیے کہ وہ قرآن و سنت دونوں سے اپنا تعلق مضبوط کرے اور اطاعتِ رسول کو اپنی زندگی کا شعار بنائے۔

سوال نمبر 3: توحید و شرک کا فرق، عقیدۂ توحید، عقیدۂ رسالت اور عقیدۂ آخرت کی برکات (20 نمبر)

سوال نمبر 3: توحید اور شرک میں فرق واضح کرتے ہوئے عقیدہ توحید اور عقیدہ رسالت پر تفصیل سے لکھیں۔ نیز عقیدہ آخرت کی برکات پر مختصر مگر جامع نوٹ لکھیں۔ (20)

تعارف

اسلام کے بنیادی عقائد میں تین عقیدے سب سے اہم ہیں: توحید، رسالت اور آخرت۔ یہی وہ بنیادیں ہیں جن پر پورا دینی نظام قائم ہے۔ عقیدۂ توحید انسان کو ایک اللہ کی عبادت و اطاعت کا پابند بنا کر ہر قسم کی ذہنی و روحانی غلامی سے آزاد کرتا ہے، عقیدۂ رسالت اسے ہدایت کا عملی نمونہ فراہم کرتا ہے، اور عقیدۂ آخرت اس کے دل میں جواب دہی کا احساس پیدا کر کے اس کے کردار کو سنوارتا ہے۔ اس سوال میں پہلے توحید و شرک کا فرق واضح کیا جائے گا، پھر عقیدۂ توحید اور عقیدۂ رسالت پر تفصیلی بحث ہو گی اور آخر میں عقیدۂ آخرت کی برکات بیان کی جائیں گی۔

توحید و شرک میں فرق

توحید کے لغوی معنی ہیں: ایک ماننا، یکتا قرار دینا۔ اصطلاح میں توحید سے مراد یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات، صفات، افعال اور عبادت میں اکیلا و یکتا ہے؛ اس کا کوئی شریک نہیں، نہ کوئی اس کے برابر ہے، نہ اسے کسی کی مدد کی حاجت ہے۔ اس کے برعکس شرک یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو اس کی ذات، صفات یا عبادت میں شریک ٹھہرایا جائے؛ کسی دوسرے کو خالق، مالک، رازق یا حاجت روا مانا جائے، یا عبادت کا کوئی جزو، مثلاً دعا، نذر، قربانی اور سجدہ، غیر اللہ کے لیے کیا جائے۔ قرآن نے شرک کو سب سے بڑا ظلم قرار

دیا ہے: "بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔" (لقمان: 13) اور فرمایا کہ اللہ شرک کو معاف نہیں کرے گا اور اس کے سوا جسے چاہے گا بخش دے گا (النساء: 48)۔ اس لیے توحید اور شرک ایک دوسرے کی ضد ہیں اور دونوں ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔

جدول 1: توحید اور شرک کا فرق

شرک	توحید	پہلو
اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہرانا	اللہ کو ذات، صفات اور عبادت میں یکتا ماننا	بنیادی تصور
عبادت کا کچھ حصہ غیر اللہ کے لیے	ہر عبادت صرف اللہ کے لیے	عبادت
واسطوں / غیروں کو پکارنا	براہِ راست صرف اللہ سے دعا	دعا و فریاد
کسی اور کو بھی متصرف و حاجت روا سمجھنا	صرف اللہ خالق، مالک اور رازق	خالق و مالک
اعمال کی بربادی اور ہمیشہ کا خسارہ	نجات، جنت اور اللہ کی رضا	انجام

عقیدۂ توحید پر تفصیلی نوٹ

عقیدۂ توحید اسلام کا پہلا اور بنیادی عقیدہ ہے۔ تمام انبیاء کرام اسی کی دعوت لے کر آئے: "اور ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔" (النحل: 36) سورۃ الاخلاص توحید کی جامع ترین صورت ہے: "کہہ دیجیے: وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا۔ اور نہ کوئی اس کے برابر ہے۔" اسی طرح آیۃ الکرسی (البقرہ: 255) میں اللہ کی عظیم صفات، اس کی حیات، قیومیت اور علم و قدرت کا ذکر ہے، اور سورۃ الحشر کی آخری آیات میں اس کے اسماء و صفات بیان ہوئے ہیں۔ علماء نے توحید کی تین قسمیں بیان کی ہیں: (1) توحیدِ ربوبیت: اللہ کو کائنات کا خالق، مالک، رازق اور مدبر ماننا۔ (2) توحیدِ الوہیت یا عبادت: ہر قسم کی عبادت، دعا، محبتِ کامل، خوف و امید صرف اللہ کے لیے خاص کرنا۔ (3) توحیدِ اسماء و صفات: اللہ کی ان صفات کو، جو قرآن و سنت میں آئی ہیں، بغیر کسی تشبیہ و تاویل کے ماننا، جیسا کہ ارشاد ہے: "اس کے مشابہ کوئی چیز نہیں اور وہ سننے والا، دیکھنے والا ہے۔" (الشوریٰ: 11)

توحید کے انسانی زندگی پر گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ یہ انسان کو مخلوق کی غلامی سے نکال کر صرف ایک خدا کا بندہ بناتی ہے، جس سے اس میں عزتِ نفس، جرأت اور خود داری پیدا ہوتی ہے۔ توحید دل کو خوف و لالچ کے انتشار سے بچا کر اطمینان عطا کرتی ہے، کیونکہ مومن جانتا ہے کہ نفع و نقصان صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ توحید انسانوں میں

مساوات پیدا کرتی ہے کہ جب سب ایک ہی خدا کے بندے ہیں تو رنگ، نسل اور زبان کی بنیاد پر کوئی افضل نہیں۔ توحید اعمال کی قبولیت کی شرط ہے؛ شرک سے تمام نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں، جیسا کہ ارشاد ہے کہ اگر وہ شرک کرتے تو ان کے اعمال برباد ہو جاتے (الانعام: 88)۔ یہی وجہ ہے کہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ اسلام کی بنیاد اور جنت کی کنجی قرار پایا۔

عقیدۂ رسالت پر تفصیلی نوٹ

عقیدۂ رسالت سے مراد یہ ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے اپنے برگزیدہ بندوں کو رسول اور نبی بنا کر بھیجا، جن پر وحی نازل ہوئی اور جنہوں نے اللہ کا پیغام بے کم و کاست پہنچا دیا۔ انسانی عقل تنہا اللہ کی ذات و صفات، عبادت کے طریقے اور حلال و حرام کی مکمل تفصیلات معلوم نہیں کر سکتی، اس لیے رسالت انسان کی لازمی ضرورت ہے۔ رسولوں کے فرائض قرآن نے یوں بیان کیے ہیں: "وہ ان پر اس کی آیات پڑھتا ہے، انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔" (الجمعہ: 2) یعنی تلاوتِ آیات، تزکیہ نفس اور تعلیمِ کتاب و حکمت۔ مسلمان کے لیے تمام انبیاء کرام پر ایمان لانا فرض ہے اور ان میں مرتبہ کرنا درست نہیں، جیسا کہ ارشاد ہے: "ہم اس کے رسولوں میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے۔" (البقرہ: 285)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی و رسول ہیں۔ آپ کی رسالت قیامت تک کے تمام انسانوں کے لیے ہے: "اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔" (الانبیاء: 107) عقیدۂ رسالت کے تقاضے یہ ہیں کہ رسول کی ہر بات کو وحی سمجھ کر قبول کیا جائے، اس کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت سمجھا جائے (النساء: 80)، اسے زندگی کا عملی نمونہ بنایا جائے (الاحزاب: 21)، اس سے کامل محبت کی جائے اور اختلافات میں اسی کے فیصلے کو آخری تسلیم کیا جائے (النساء: 65)۔ رسول ہی کی وساطت سے قرآن ملا، نماز و عبادات کا طریقہ معلوم ہوا اور اخلاق کا عملی نمونہ سامنے آیا۔ لہٰذا رسالت سے انکار یا اس کی خلاف ورزی دائرہ ایمان سے خارج کر دیتی ہے۔ یہی عقیدہ امت کو ایک مرکز، یعنی سیرتِ نبوی، پر متحد رکھتا ہے۔

عقیدۂ آخرت کی برکات پر نوٹ

عقیدۂ آخرت سے مراد موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے، حشر، حساب و کتاب، جزا و سزا، جنت و جہنم پر یقین ہے۔ یہ عقیدہ انسانی زندگی پر بے شمار برکات مرتب کرتا ہے۔ اولاً یہ جواب دہی کا احساس پیدا کرتا ہے: انسان سمجھتا ہے کہ اس کی ہر نیکی و برائی کا حساب ہو گا، اس لیے وہ ظلم، رشوت، جھوٹ اور خیانت سے بچتا ہے اور دیانت و امانت اختیار کرتا ہے۔ ثانیاً یہ عقیدہ صبر و امید کا سرچشمہ ہے؛ مظلوم کو یقین ہوتا ہے کہ آخرت میں اس کا حق ضرور ملے گا، اور نیک انسان مصیبت میں بھی اجر کی امید پر ثابت قدم رہتا ہے۔ ثالثاً یہ دنیاوی زندگی کو مقصدیت عطا کرتا ہے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے، اس لیے انسان وقت اور صلاحیت کو نیک کاموں میں لگاتا ہے۔ رابعاً اس سے عدل و انصاف کا نظام مستحکم ہوتا ہے، کیونکہ جب حاکم و محکوم سب کو جواب دہی کا خوف ہو تو معاشرہ انصاف پر قائم رہتا ہے۔ قرآن فرماتا ہے: ”اور ہم قیامت کے دن انصاف کے ترازو رکھیں گے، پس کسی جان پر ذرا بھی ظلم نہ ہو گا۔“ (الانبیاء: 47) یہی عقیدہ موت کے خوف کو کم کر کے اسے اللہ سے ملاقات کی تیاری میں بدل دیتا ہے۔

حاصلِ کلام

خلاصہ یہ ہے کہ توحید اللہ کی وحدانیت کا اقرار ہے اور شرک اس کی سب سے بڑی نفی و ظلم؛ دونوں کا فرق نجات و ہلاکت کا فرق ہے۔ عقیدۂ توحید انسان کو آزادی، مساوات اور اطمینان دیتا ہے، عقیدۂ رسالت اسے ہدایت کا عملی نمونہ فراہم کرتا ہے اور عقیدۂ آخرت اس کے کردار کو جواب دہی کے احساس سے سنوارتا ہے۔ یہ تینوں عقائد مل کر مومن کی شخصیت کی مکمل تعمیر کرتے ہیں۔

سوال نمبر 4: دین، مذہب، اسلام، عقیدہ اور ایمان پر جامع نوٹ (20 نمبر)

سوال نمبر 4: دین، مذہب، اسلام، عقیدہ اور ایمان پر جامع نوٹ لکھیں۔ (20)

تعارف

دین، مذہب، اسلام، عقیدہ اور ایمان ایسی اصطلاحات ہیں جو عام گفتگو میں اکثر ایک ہی معنی میں استعمال ہوتی ہیں، مگر درحقیقت ہر اصطلاح کا اپنا مفہوم، دائرہ اور درجہ ہے۔ ان کا درست فہم ایک طالب علم کے لیے اس لیے ضروری ہے کہ انہی پر اسلام کے پورے نظامِ فکر کی عمارت کھڑی ہے۔ دین مکمل نظامِ زندگی کا نام ہے، مذہب عام طور پر عقائد و

عبادات کے مجموعے کو کہا جاتا ہے، اسلام اللہ کے حضور سر تسلیم خم کرنے کا نام ہے، عقیدہ دل میں پکا ہوا یقین ہے اور ایمان اس تصدیق کا نام ہے جو زبان کے اقرار اور عمل سے ظاہر ہو۔ اس جواب میں ان پانچوں اصطلاحات کا لغوی و اصطلاحی مفہوم، ان کا باہمی فرق و تعلق اور انسانی زندگی میں ان کی اہمیت پیش کی جائے گی۔

دین: مفہوم و تعریف

دین عربی لفظ ہے جس کے لغوی معنی ہیں: جزا و بدلہ، اطاعت، فرمانبرداری، حساب اور غلبہ و اقتدار۔ یوم الدین یعنی جزا کا دن اسی معنی کی مثال ہے۔ اصطلاح میں دین اس مکمل ضابطہ حیات کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کے ذریعے انسانوں کو عطا فرمایا۔ اس میں عقائد، عبادات، اخلاق، معاملات، معاشرت، معیشت اور سیاست، غرض زندگی کے تمام شعبوں کے لیے اصول و احکام موجود ہوں۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا: "بے شک اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔" (آل عمران: 19) دین کی نمایاں خصوصیات یہ ہیں کہ یہ الہامی ہوتا ہے، انسان کا بنایا ہوا نہیں ہوتا؛ یہ زندگی کے کسی ایک شعبے تک محدود نہیں بلکہ ہمہ گیر ہوتا ہے؛ اور اس میں اعتقاد کے ساتھ عملی نظام بھی پایا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کو صرف مذہب نہیں بلکہ دین کہا جاتا ہے، کیونکہ وہ مسجد سے بازار اور گھر سے ایوان تک ہر جگہ رہنمائی کرتا ہے۔

مذہب: مفہوم اور دین سے فرق

مذہب کے لغوی معنی ہیں: راستہ، طریقہ اور مسلک۔ عام اصطلاح میں مذہب سے مراد عقائد و عبادات اور روحانی رسومات کا وہ مجموعہ ہے جو کسی بھی قوم یا جماعت میں رائج ہو۔ انگریزی لفظ ریلیجن (Religion) بھی تقریباً اسی معنی میں استعمال ہوتا ہے اور عام طور پر اس سے مراد انسان کا اپنے معبود سے تعلق، عبادت کے طریقے اور آخرت کے بارے میں تصورات ہوتے ہیں۔ دین و مذہب میں بنیادی فرق یہ ہے کہ مذہب کا دائرہ نسبتاً محدود ہوتا ہے اور بسا اوقات وہ انسانوں کی وضع کردہ رسومات پر بھی مشتمل ہوتا ہے، جبکہ دین اپنے جامع مفہوم میں اللہ کی طرف سے نازل کردہ مکمل نظام ہے جو زندگی کے تمام شعبے محیط ہوتا ہے۔ اسی بنا پر کہا جاتا ہے کہ اسلام صرف ایک مذہب نہیں بلکہ ایک مکمل دین ہے۔ فقہی اصطلاح میں مذہب کا لفظ ائمہ فقہاء کے مسالک، مثلاً حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی، کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے، مگر اس سوال کے سیاق میں مذہب سے مراد عقائد و عبادات کا عمومی نظام ہے۔

اسلام: مفہوم و تعریف

اسلام کے لغوی معنی ہیں: سلامتی میں داخل ہونا، اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرنا اور خود کو سپرد کر دینا۔ اصطلاح میں اسلام سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے، اس کی وحدانیت اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دے اور اللہ و رسول کے احکام کی اطاعت قبول کرے۔ حدیثِ جبریل میں اسلام کی تعریف یوں آئی ہے کہ اسلام یہ ہے کہ تم گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرو، زکاۃ دو، رمضان کے روزے رکھو اور استطاعت ہو تو بیت اللہ کا حج کرو۔ ان پانچ ارکان کو اسلام کی بنیاد قرار دیا گیا ہے۔ اسلام کی عظمت یہ ہے کہ یہ ماضی کے تمام انبیاء کا دین رہا ہے: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مسلمان کہا گیا (آل عمران: 67) اور فرمایا گیا کہ اللہ نے تمہارے لیے دین پسند کر لیا ہے پس تم مرتے دم تک مسلمان رہنا (البقرہ: 132)۔ اسلام سلامتی کا دین ہے: خدا کے حضور اطاعت سے قلب کی سلامتی اور انسانوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے معاشرے کی سلامتی حاصل ہوتی ہے۔

عقیدہ: مفہوم و اہمیت

عقیدہ کا لفظ "عقد" سے نکلا ہے، جس کے معنی ہیں گرہ لگانا اور مضبوطی سے باندھنا۔ اصطلاح میں عقیدہ دل کے اُن پختہ و یقینی فیصلے کو کہتے ہیں جس میں شک کی گنجائش نہ ہو اور جس پر انسان کا عمل قائم ہو۔ اسلامی عقائد میں سب سے اہم یہ ہیں: اللہ پر ایمان، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، آخرت کے دن پر اور تقدیر کے اچھے برے پر ایمان۔ عقیدہ انسان کے فکر و عمل کی بنیاد ہوتا ہے؛ جیسا عقیدہ ہو گا ویسا ہی کردار بنے گا۔ اگر عقیدہ درست و مضبوط ہو تو انسان آزمائشوں میں ثابت قدم رہتا ہے، گناہ سے بچتا ہے اور دنیا کی لذتوں کے مقابلے میں آخرت کو ترجیح دیتا ہے۔ اس کے برعکس کمزور یا باطل عقیدہ انسان کو وہم، جہالت اور غلط رسوم کا غلام بنا دیتا ہے۔ اسی لیے اسلام میں سب سے پہلے عقیدے کی اصلاح کی جاتی ہے، کیونکہ اعمال کی قبولیت کا دارومدار بھی درست عقیدے پر ہے۔

ایمان: مفہوم و حقیقت

ایمان کے لغوی معنی ہیں: تصدیق کرنا، امن دینا اور یقین کرنا۔ اصطلاح میں ایمان دل کی تصدیق، زبان کے اقرار اور اعضاء کے عمل کا مجموعہ قرار پاتا ہے؛ یعنی جو باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی طرف سے لائے، انہیں دل سے سچا ماننا، زبان سے اقرار کرنا اور عمل سے اس کا ثبوت دینا۔ حدیثِ جبریل میں ایمان کی تعریف یوں آئی ہے کہ تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، آخرت کے دن پر اور تقدیر کے نیک و بد پر ایمان لاؤ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان کی ستر سے

کچھ اوپر شاخیں ہیں، جن میں سب سے افضل لا الہ الا اللہ کہنا ہے اور سب سے ادنیٰ راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا ہے، اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے (متفق علیہ)۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان صرف دل کے یقین کا نام نہیں بلکہ وہ چھوٹے بڑے تمام نیک اعمال کو محیط ہے، اور نیک اعمال سے اس میں اضافہ اور گناہوں سے کمی واقع ہوتی ہے۔ ایمان ہی وہ روشنی ہے جو انسان کو گناہ کی تاریکیوں سے بچاتی اور نیکی کی راہوں پر گامزن رکھتی ہے۔

باہمی تعلق اور حاصلِ کلام

ان اصطلاحات کا باہمی تعلق یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ عقیدہ وہ جڑ ہے جس پر ایمان کا درخت پروان چڑھتا ہے؛ ایمان دل کی وہ کیفیت ہے جو زبان و عمل میں ظاہر ہوتی ہے؛ اسلام اس ایمان کا عملی و ظاہری نظام ہے؛ مذہب عمومی اصطلاح ہے، جبکہ دین ان سب کو محیط مکمل الٰہی نظام کا نام ہے۔ گویا عقیدہ و ایمان باطن ہیں اور اسلام اس کا ظاہر، اور دین اس پورے نظام کا جامع عنوان ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ایک مسلمان کے لیے دینِ اسلام کو صرف رسوم و عبادات کا مجموعہ سمجھنا کافی نہیں؛ اسے اپنے عقیدے کو درست، ایمان کو پختہ اور اسلام کو مکمل ضابطہ حیات کے طور پر اپنانا ہوگا، تبھی وہ دین کی اصل روح تک پہنچ سکتا ہے۔

سوال نمبر 5: ختمِ نبوت کا مفہوم اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلمانوں پر حقوق (20 نمبر)

سوال نمبر 5: ختم نبوت سے کیا مراد ہے؟ نیز حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم مسلمانوں پر کیا حقوق ہیں؟ جامع نوٹ لکھیں۔ (20)

تعارف

عقیدۂ ختمِ نبوت اسلام کے بنیادی اور اجماعی عقائد میں سے ہے، جس کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ اس عقیدے کا مطلب یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی و رسول ہیں، آپ کے بعد نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ کسی نئی شریعت کی ضرورت باقی رہی، کیونکہ دین آپ پر کامل ہو چکا اور قرآن محفوظ شکل میں قیامت تک کے لیے موجود ہے۔ اسی عقیدے سے جڑا ہوا دوسرا موضوع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ حقوق ہیں جو ہر مسلمان پر عائد ہوتے ہیں، کیونکہ آپ امت کے محسنِ اعظم ہیں: آپ ہی کے ذریعے ہمیں ایمان و ہدایت کی دولت ملی۔ اس جواب میں پہلے ختمِ نبوت کا مفہوم اور اس کے دلائل بیان ہوں گے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق تفصیل سے لکھے جائیں گے۔

ختمِ نبوت سے مراد

ختم کے لغوی معنی ہیں: مہر لگانا، بند کرنا اور کسی سلسلے کو ختم کر دینا۔ اصطلاح میں ختمِ نبوت سے مراد یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت کا سلسلہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم فرما دیا ہے؛ آپ آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی یا رسول مبعوث نہیں ہو گا اور جو شخص آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے یا کسی مدعی کو نبی مانے، وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اس کی بنیادی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ہے: ”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین (نبیوں کے سلسلے کو ختم کرنے والے) ہیں، اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔“ (الاحزاب: 40) اسی طرح حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہونے والی آیت ”آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی“ (المائدہ: 3) بھی اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب دین کامل ہو گیا تو نئے نبی کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

احادیث میں بھی ختمِ نبوت کی صراحت موجود ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“ نیز فرمایا: ”میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“ آپ نے اپنی مثال یوں بیان فرمائی کہ انبیاء کی مثال اس خوبصورت عمارت کی سی ہے جس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہ گئی تھی؛ لوگ اسے دیکھ کر کہتے کہ یہ اینٹ کیوں نہ لگائی گئی؛ ”پس میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔“ (بخاری و مسلم) آپ نے یہ بھی خبر دی کہ میرے بعد جھوٹے مدعیانِ نبوت ظاہر ہوں گے اور خبردار کیا کہ ان سے بچا جائے، اور فرمایا: ”نبوت میں سے اب کچھ باقی نہیں سوائے خوشخبری دینے والے خوابوں کے۔“ اس عقیدے پر پوری امت کا ہر دور میں اجماع رہا ہے اور پاکستان کے آئین میں بھی یہ عقیدہ قانونی تحفظ رکھتا ہے۔

ختمِ نبوت کی حکمتیں واضح ہیں: دین کامل و محفوظ ہو جانے کے بعد نئی نبوت کی ضرورت نہیں رہی؛ اس عقیدے سے امت نئے نئے فتنوں اور جھوٹے دعووں سے محفوظ رہتی ہے؛ قرآن کی حفاظت کا ذمہ اللہ نے خود لیا ہے (الحجر: 9)، اس لیے اب وحی کا سلسلہ بند ہونا ہی حکمت کے عین مطابق ہے۔ یہ عقیدہ امت کو آخری رسول کی سنت پر متحد رکھتا ہے اور ہر مسلمان کے لیے اس پر ایمان لازمی ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلمانوں پر حقوق

پہلا حق: ایمان و تصدیق۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی لائی ہوئی ہر خبر پر دل سے ایمان لانا ہر مسلمان کا پہلا حق و فرض ہے۔ قرآن فرماتا ہے: "پس اپنے رب کی قسم! یہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے اختلافات میں آپ کو حکم (فیصل) نہ مان لیں۔" (النساء: 65) دوسرا حق: اطاعت و اتباع۔ آپ کی ہر بات ماننا اور سنت کی پیروی کرنا لازم ہے: "جس نے رسول کی اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی۔" (النساء: 80) تیسرا حق: محبت۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبت کرنا ایمان کا تقاضا ہے؛ آپ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کے والد، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔" (متفق علیہ) چوتھا حق: تعظیم و ادب۔ آپ کی شان میں ادب ملحوظ رکھنا، آپ کا نام احترام سے لینا اور آپ کے سامنے بے ادبی سے بچنا؛ سورۃ الحجرات نے اسی ادب کی تعلیم دی ہے اور فرمایا کہ آپ کو عام لوگوں کی طرح نہ پکارا جائے (النور: 63)۔

پانچواں حق: درود و سلام۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے: "بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں؛ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجو۔" (الاحزاب: 56) چھٹا حق: سنت کا دفاع اور اشاعت۔ آپ کی سنت و سیرت کو سیکھنا، اس پر عمل کرنا اور دوسروں تک پہنچانا؛ آپ نے فرمایا: "مجھ سے پہنچاؤ، خواہ ایک آیت ہی ہو۔" (بخاری) ساتواں حق: اہلِ بیت و صحابہ کی عزت۔ آپ کی ازواجِ مطہرات، اہلِ بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عزت و محبت آپ ہی کی نسبت سے ہے، اس لیے ان کی شان میں ادب برقرار رکھنا بھی آپ کے حقوق میں شامل ہے۔ آٹھواں حق: سیرت کا مطالعہ و پیروی کو زندگی کا معمول بنانا، کیونکہ آپ کی ذات ہر مسلمان کے لیے بہترین نمونہ ہے (الاحزاب: 21)۔ نواں حق یہ بھی ہے کہ آپ کی امت کو آپ کی شفاعت کی امید ہے اور قیامت کے دن آپ کی شفاعتِ کبریٰ کا سہارا نصیب ہو گا، اس لیے اس محسنِ اعظم کے احسان کو ہمیشہ یاد رکھنا اور ان حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔

حاصلِ کلام

خلاصہ یہ ہے کہ ختمِ نبوت پر ایمان اسلام کی بنیاد ہے: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو امت کے لیے سب سے بڑی نعمت بنا کر بھیجا، اسی طرح امت پر آپ کے حقوق بھی سب سے عظیم ہیں: ایمان، اطاعت، محبت، تعظیم، درود و سلام اور سنت کی اشاعت و دفاع۔ جو مسلمان ان حقوق کو ادا کرتا ہے وہی سچا عاشقِ رسول اور کامل مومن کہلانے کا حق دار ہے۔

USMAN NOTES www.usmannotes.com